Al-Āfāq, Vol.: 01, Issue: 01, Jun-2021
PP: 55-65

OPEN ACCESS
Al-Āfāq
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

موجودہ معاشرے اور سیرت طیبہ کے حوالے سے غیبت میں خواتین کے کردار کا تجزیاتی جائزہ

Analytical Review of the Role of Women in Backbiting in Regarding Present Society and Sirah of Holy Prophet (PBUH)

Dr. Naseem Akhter
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
khtr_nsm@yahoo.com

ABSTRACT

Backbiting is an unethical disease that is at the forefront of society's propagation of immorality. And it's largely women that are involved. It affected almost every family and individual. The sickness has spread so far that it has developed into a fistula. Islam teaches man how to develop character and avoid moral blunders. Which destroys society while instilling love, compassion, kindness, and mercy in human souls. In this way, the society's peace and order are restored. This article was drafted in the background of the fact that women in modern society play a larger role in backbiting than men, and their loss is the only thing that can destroy not just society but also many homes. This research paper was written with Islamic teachings in mind, so that future readers would be able to determine what is the legal status of backbiting in Islam after reading it. So that mankind understands that a backbiter is deserving of punishment.

Keywords: *Backbiting, Contemporary society, Siraht-e- Tayyba, The role of women.*

تعارف:

معاشرہ جن مہلک اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہے، ان میں سر فہرست غیبت ہے۔اور اس میں زیادہ تر خواتین شامل ہے۔شاید ہی کوئی گھرانہ اور خاندان اس سے محفوظ ہو۔یہ مرض اس قدر سرایت کر گیا ہے کہ ایک ناسور کی شکل اختیار کر گیا ہے۔اسلام انسان کو سیرت و کردار سازی کا درس دیتا ہے اور اخلاقی برائیوں سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ جو معاشرے کی تباہی و بربادی کا سبب بنتی ہیں اور انسانوں کے دلوں کو پیار، محبت، ہمدردی، خیر خواہی اور رحمت سے سیراب کرتا ہے۔اس طرح معاشرے میں اطمینان وسکون اور امن وامان بحال ہوتا ہے۔ معاشرہ میں بنسبت مرد کے خواتین غیبت کے معاملے میں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے اور اس کے نقصان سے نا صرف معاشرہ بلکہ کئی گھر تباہی و بربادی کا شکار ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ مقالہ تحریر کیا گیا ہے تاکہ

آئندہ قارئین اس کو پڑھنے کے بعد اس نہج پر پہنچ جائیں کہ غیبت کا اسلام میں شرعی مقام کیا ہے؟ تاکہ بنی نوع انسان یہ جان سکیں کہ اس کے کرنے سے سزا اور بچنے سے جزا کا مستحق ہے۔

تعارف موضوع:

قرآن کریم کی روشنی میں غیبت سے مراد "وَلَا يَغْتَبْ" اور غیبت نہ کرو" ایک اور جگہ ارشاد ہے وَلَا تَجَسَّسُوا "اور جستجو نہ کرو"[1]۔ درج بالا آیت سے یہی حکم واضح ہے کہ مسلمانوں عیب تلاش کرنے کی کوشش نہ کرو اور ان کے پوشیدہ حال کی جستجو میں نہ رہو۔ قرآن مجید اور اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور ہدایت پانے کا واحد راستہ ہے۔ قرآن حمید کے مضامین اور فرامین کا مطالعہ کیا جائے تو اس پر کسی قسم کے اعتراض اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ پاکیزہ اور مقدس کتاب ہے اور اسی لیے قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خود ذات باری تعالیٰ نے لیا ہے اسی لیے ایک بزرگی والی کتاب میں اللہ سبحان و تعالیٰ نے کسی بھی شے کے وجود کے متعلق کوئی نقص یا خوبی بیان کی ہے تو ظاہر ہے اس برائی کے غلط ہونے میں اور اچھائی کے درست ہونے میں کسی بھی طرح شک و شبہ کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ قرآن مجید میں غیبت جیسی خطرناک فعل کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ[2]

"اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے"۔

یقیناً موضوع آشنا ہے کہ جس میں بڑی تعداد میں اہل ایمان والوں میں سے مرد اور خواتین دونوں شامل ہیں اور غیبت خور کے نزدیک غیبت کو لاشے، کمزور سمجھا جاتا ہے۔ مگر اللہ ذاتِ باری تعالیٰ کے نزدیک ایک عظیم گناہ ہے موجودہ معاشرہ میں رہنے والے لوگ اس پھیلتی ہوئی بیماری کی زد میں بری طرح آرہے ہیں اسی لیے اس سے بچنے کے لیے ہمیں بہت سی روایات ملتی ہے جس پر عمل کرنے سے بنی نوع انسان اس سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ کتاب اللہ میں اس بدی کا تذکرہ ایسی کیفیات کے ساتھ کیا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ہے کہ "غیبت والی عورت یا مرد دونوں ایسے ہے کہ جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے" لہٰذا ایسے حرام اور ناپاک حرام چیز سے تشبیہ دی جانے معاملے اور گناہ سے خود کو پاک رکھنے کے لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غیبت کے متعلق علم کا جاننا ضروری ہے۔

قبل از اسلام غیبت کا پس منظر

عرب کی اخلاقی، سیاسی اور معاشرتی حالات کا پس منظر

اخلاقی حالت

عرب کی اخلاقیات پر بحث کی جائے تو ان کی اخلاقی برائیوں کو چند سطور میں سمیٹنا مشکل امر ہے کیونکہ ان میں بہت طوالت ہے لہٰذا چند ایک کا ذکر ضروری ہے ان کے معاشرے میں شراب نوشی بہت عام تھی ان کی بد اخلاقی کا یہ عالم تھا کہ جو بھی گناہ یہ کرتے اور اس کا ذکر کھلے الفاظوں میں اپنی زبان سے بار بار دہراتے اور فخر محسوس کرتے۔ برائیوں کے کاموں میں یہ لوگ اونٹوں کو ذبح کرکے پر جوش

انداز میں اس امر سے لطف اندوز ہوتے۔ عرب معاشرہ میں شراب کے سو سے زیادہ نام ہوتے دوست احباب آپس میں ایک دوسرے کے گھروں پر محفلیں سجایا کرتے اور شراب نوشی اور جوا کھیلنے کا اہتمام کیا کرتے ان تمام برائیوں کے لیے کوئی عملی روک تھام نہیں تھی۔

شراب نوشی کے ساتھ ساتھ قمار بازی کا بھی عام دستور تھا زنا کا بھی سر عام رواج تھا عرب معاشرہ کے شاعر لوگ خوشی سے اپنے اپنے زنا کے قصے سر عام بیان کرتے یہ جو بھی بے حیائی کرتے ان کا کھلے عام ذکر بوڑھے بچوں کے سامنے بیان کرتے یعنی برائیوں کو یہ اپنے لیے فخر سمجھتے نہ ان کو برائی سمجھ کر پس پردہ رکھتے۔ سودی لین دین میں یہ لوگ مشہور اور معروف رہے ہیں قبیلہ کے امراء غریبوں کو سود دے کر ان سے بھاری رقم وصول کرتے۔ چوری وغارت گری بھی ان کے ہاں عام تھی۔ قبل از اسلام عرب معاشرہ میں ہر وقت لڑائی و جھگڑے کا بازار گرم رہتا تھا معمولی تکرار پر جنگ چھڑنے کے بعد برسوں جاری رہتی جس کے سبب ان کی آئندہ نسلیں تباہ ہو جاتیں۔[3]

سیاسی حالت

رسول ﷺ کی پیدائش کے وقت عرب میں کوئی خاص قانون نہیں تھا اور نہ ہی کوئی مرکزی حکومت تھی کہ جس کی سر کردگی میں رہ کر منصفانہ فیصلے سر انجام دیئے جا سکیں۔ ان کی سیاسی حالت ابتر تھی نہ ان کے ہاں محکمہ پولیس تھا جو کہ معاشرتی سطح پر نظم وضبط قائم کر کے سیاسی امور کی پاسداری کر سکیں اور نہ ہی فوجی نظام تھا کہ جس سے بیرونی خطرات سے مقابلہ کیا جا سکے۔ عرب معاشرہ میں سیاسی نظام کی حد بندی کے لیے ان کے ہی قبیلے سے رئیس شخص کا چناؤ کر کے تمام اختیارات اسے تھما دیئے جاتے اور یہ وہی شخص ہوتا جو کہ زیادہ مال و دولت، مہمان نواز اور ممتاز شخصیت کا حامل ہوتا قبیلے کا کوئی خاص قانون نہیں ہوتا تھا ان میں زیادہ تر جنگ جدل یا صلح وصفائی کے مسائل پر غور کیا جاتا اور انہی کے مطابق فیصلے کیے جاتے تھے۔[4]

معاشرتی حالت

تاریخ گواہ ہے کہ قبل از اسلام عرب کی نہ سیاسی حالت بہتر تھی اور نہ اخلاقی حالت، تو وہاں کی معاشرتی حالت کیسے بہتر ہو سکتی تھی آمد اسلام سے پہلے عرب میں ظلم وستم کا بازار گرم تھا عرب میں معاشرت کا پہلو بھی بہت تاریک تھا زور آور انسان اپنے سے کمزور طبقے پر قابض ہو کر ان کو حقوق سے محروم کر دیتے تھے۔ عورتوں کو انتہائی حقیر سمجھا جاتا تھا ہر ممکن طور سے ان کی تذلیل کی جاتی اسے پیر کی جوتی سمجھا جاتا۔ زنا کرنے کے بعد اعلانیہ طور پر بیان کیا جاتا۔ فحاشی کے اڈے باقاعدہ طور پر قائم کئے جاتے، لڑکی کو زندہ در گور کیا جاتا اور بعض اوقات تو یہ معاہدہ طے کیا جاتا کہ اگر شادی کے وقت لڑکی پیدا ہوئی تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

وراثت میں عورتوں کا کوئی حصہ نہیں تھا شادیوں کی حد مقرر نہ تھی۔ ایک عورت سے کئی مرد نکاح کر لیتے عرب معاشرہ میں برائیوں نے بہت جڑ پکڑ لی تھی جس سے نکلنا مشکل تھا صرف یہ ہی نہیں بلکہ جھوٹ، غیبت، تہمت جیسی برائیاں بھی عام ہو چکی تھیں اور ان کا بے باکانہ ذکر ان کے ہاں ایک معمولی بات بن چکی ہے ایک دوسرے کو برے القاب اور نازیبا الفاظ سے پکارتے تھے۔ اسی لیے ان کو

تاریکی سے نکالنے کے لیے اللہ سبحان و تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تاکہ انسانی حقوق کی بالادستی کے لیے قوانین اصول و ضوابط مرتب کئے اور ان میں ایک ممانعت غیبت کی بھی تھی تاکہ لوگ جھوٹ، بہتان اور غیبت جیسی لعنت سے بچ کر پاکیزہ زندگی گزارنے کے عادی بن جائیں۔[5]

قرآن کریم کی روشنی میں غیبت کا معیار:

اللہ سبحان و تعالیٰ نے انسانوں کو بیش بہا نعمتوں اور رحمتوں سے نوازا ہے اگر انسان چاہے تو ان نعمتوں کو گن نہیں پائے گا جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ[6]

"اور اگر تم اللہ کے احسان شمار کرنا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے، یقینا انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے"۔

تفہیم القرآن کی روشنی میں مندرجہ بالا آیت کی وضاحت اس طرح سے بیان ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے پناہ انعام و اکرام کئے بہت سی نعمتیں عطاء کئیں بنی نوع انسان میں کوئی یہ خواہش کرے کہ وہ ان کا گننا چاہے تو ان کے لیے ان نعمتوں کا شمار محال ہے۔ لہٰذا انسان کو ہر حال میں اللہ کا برگزیدہ بندہ بن کر شکر ادا کرنا چاہئے کیونکہ جو اپنے بندوں کو مانگنے پر بھی عطا کرتا ہے اور بن مانگے بھی عطا کرتا ہے۔[7] ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ[8]

"اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کی گنتی کرنا چاہو تو تم اسے بھی پورا نہیں کر سکتے، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

ان نعمتوں میں نہ صرف انسان کی تخلیق بلکہ اعضاء انسانی بھی شامل ہیں اس میں سب سے اہم اور قیمتی جز زبان ہے جس کا صحیح اور مناسب استعمال انسان کو خوش مزاج اور خوش اخلاق بنا دیتی ہے جس کے سبب معاشرہ میں ایک پر سکون اور خوشگوار ماحول پروان چڑھتا ہے۔ اس کے برعکس زبان کے غیر مناسب استعمال سے ہر قسم کی خرابیاں اور فسادات جنم لیتے ہیں جس کو شریعت اسلامی میں غیبت کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اس معاشرتی برائی سے بچنے کے لیے اللہ اور اس کے محبوب پیغمبر رسول ﷺ نے زبان کی حفاظت پر تاکید کی گئی ہے ذیل میں ارشادات کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا[9]

"اور کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمھیں علم نہ ہو یقینا آنکھ، ناک، کان اور دل سب سے باز پرس ہو گی"۔

مندرجہ بالا آیت کے مفہوم کو واضح کیا گیا ہے کہ اس جہاں میں پیدا کردہ ہر شے سے روز محشر میں باز پرس کی جائے گی لہٰذا انسان کو ہر اس کام سے اجتناب کرنا چاہئے جو کہ اسے گناہوں کی طرف لے جائے یعنی انسان منہ سے ایسی کوئی بات نہ نکالے جس کا اسے علم یقینی نہ ہو اور ایسی بات ہر گز معاشرے میں نہ پھیلائے جس کو اس شخص نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نہ ہو اپنے کانوں سے سنا نہ ہو جھوٹی گواہی

نہیں دینی چاہئے بغیر دیکھے ہر گز اس قول کا اقرار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ کسی کی غیبت، برائی، عیب جوئی، طعنہ زنی غرض وہم و گمان کے طور پر کچھ کہنا اس طرح کے ہتھکنڈوں سے شر و فساد پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور صرف اتنا ہی نہیں اس دنیا میں تو انسان خود کو معتبر سمجھتے ہوئے اس طرح کی برائی کر بھی لے تو قیامت کے دن اسے اللہ کے ہاں جوابدہ ہونا ہے اور یہ نہ صرف باعث شرمندگی بلکہ سزا کا بھی مستحق ہوگا۔[10] اسی لیے غیبت اور گمان جیسی بڑی برائیوں سے بچنے کا سبق ہمیں قرآن مجید سے ہی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔

اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ[11]

"کہ زیادہ گمان سے بچو"۔

مندرجہ بالا آیت کے مفہوم کے مطابق بدگمانی سے بچنا بھی ضروری ہے جس طرح اسلام میں غیبت سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اسی طرح بدگمانی بھی بہت زیادہ گناہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ[12]

"انسان کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے"۔

انسانوں کے نامہ اعمال کو نوٹ اور محفوظ کرنے کے لیے اللہ نے دو فرشتے مقرر کئے ہوتے ہیں ایک دائیں جانب جو کہ نیکیوں کا اندراج کرتا ہے جبکہ دوسرا بائیں جانب جو کہ انسان کی برائیوں کو لکھتا ہے۔ ابن آدم جیسے ہی کوئی لفظ منہ سے نکالتا ہے تو یہ فرشتے فوراً اسے لکھ لیتے ہیں۔ اسی لیے انسان جو بھی بولے جو بھی کریں تو اسے چاہئے کہ صحیح اور غلط دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے زندگی گزارے تاکہ دین و دنیا میں فلاح و کامرانی پاسکیں[13]۔ غیبت سے اجتناب کی صورت میں فلاح پانے والے مؤمنین کی بابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ[14]

"یقیناً ایمان داروں نے نجات حاصل کرلی جو اپنی نماز میں خشوع حاصل کرتے ہیں جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں"۔

درج بالا آیت میں مؤمنین کی صفات کا تذکرہ ہے۔ ایک مومن وہ شخص ہوتا ہے کہ جسے ہر وقت یہ گمان اور احساس لگا رہتا ہے کہ میری کیا ذمہ داری ہے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو بھرپور طریقے سے شریعت کے مطابق پورا کرتا ہے بھلا ایک شخص اس قدر نیک اور صالح تو وہ ناکام و نامراد کیسے ہو سکتا ہے۔ قران مجید کے احکامات کے مطابق غیبت سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اسلام میں ایک ناپسندیدہ امر ہے جیسا کہ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا[15]

"اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے"۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ[16]

"اے ایمان والو! بہت بد گمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بد گمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے"۔

اس آیت کی روشنی میں غیبت ایک مرض اور گھناؤنا عمل ہے جو آج کل کے معاشرے میں بری طرح سے پھیل چکا ہے جب ایک فریق دوسرے فریق سے یا ایک بندہ کسی دوسرے شخص سے کسی معاملے میں بدگمان ہو جائے تو حسن ظنی کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑتا پھر وہ ہر ممکن طریقے سے اس جستجو میں لگا رہتا ہے دوسرے فریق کے اندرونی بھید تک رسائی حاصل کرکے بدگمانیوں کو عام کرنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے اور اس طرح غیبت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس طرح معاشرہ فساد اور بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے ان تمام خرافات سے انسان کو منع کیا گیا ہے سورۃ الحجرات میں غیبت کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے جو کوئی غیبت کا مرتکب ہوگا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا لحم یعنی حرام کھائے اس کو قرآن میں بلفظ "لمز" تعبیر کرکے حرام قرار دیا ہے.... اور وہ آدمی غائب ہو، اس کے پیچھے اس کے متعلق ایسی بات کہنا، جس سے اس کی آبرو میں خلل آئے اور اس کی تحقیر ہو، یہ ایسا ہے جیسے کسی مردہ انسان کا گوشت کھایا جائے کہ جیسے مردہ کا گوشت کھانے سے مردے کو کوئی جسمانی اذیت نہیں ہوتی، ایسے ہی اس غائب کو جب تک غیبت کی خبر نہیں ہوتی، اس کو بھی کوئی اذیت نہیں ہوتی، مگر جیسا کسی مردہ مسلمان کا گوشت کھانا حرام اور بڑی خسّت و دنائت کا کام ہے، اسی طرح غیبت حرام بھی ہے اور خست و دنائت بھی کہ پیٹھ پیچھے کسی کو برا کہنا کوئی بہادری کا کام نہیں اس دلیل سے یہ ثابت ہوا کہ یہ کتنا ناپاک عمل ہے کہ اس میں حرمت آچکی ہے لہٰذا قرآن وسنت کے اصول پر کاربند رہتے ہوئے اس طرح کے بے مقصد گناہوں اور لاحاصل باتوں سے اجتناب کیا جائے اور اللہ پاک سے سچے دل سے توبہ استغفار کرکے اپنے گناہوں کی معافی وتلافی کی جائے۔[17]

سیرت طیبہ کی روشنی میں غیبت کا معیار:

تعلیمات اسلامی کے مطابق "اور چاہئے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کریں برائی سے اور وہی پہنچے اپنی مراد کو"[18] قرآن میں بیان کرتے ہوئے رسول ﷺ نے قرآن مجید کی تفصیلا وضاحت احادیث مبارکہ کے ذریعے ہم بنی نوع انسان تک پہنچائی ان میں ایک اہم وعید غیبت کے متعلق ہے کہ اس سے باز رہنے یا اس کے کرنے کا حکم کن صوتوں میں جائز اور کن میں حرام ہے۔ غیبت ایک ایسا گناہ ہے کہ جس کی بخشش اللہ اس وقت تک نہیں فرماتا جب تک وہ انسان خود غیبت کرنے والے شخص سے معافی مانگ کر ازالہ نہ کر لیں۔ باوجود ان احکامات کے اگر کوئی شخص شریعت خداوندی اور رسول اللہ کے احکامات سے انحراف کرے تو ایسے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا[19]

"اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی ہے اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا"۔

انسان کو چاہیئے کہ ہر وہ کام چھوڑ دے جو اسے روشنیوں سے نکال کر اندھیرے میں لے جائے، اچھائی سے نکال کر برائی کی جانب لے جائے۔ جنت سے نکال کر دوزخ میں لا کھڑا کر دے تو اس سے بچنے کی حتی الوسع کوشش کی جائے اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب ایک انسان اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزار سکے اور فرائض واجبات پر عمل پیرا ہو۔

غیبت ایک ایسا گناہ ہے کہ اس کی معافی و تلافی بھی ایک مشکل امر ہے لہذا اس سے اجتناب کیا جائے اور زبان کا استعمال صحیح اور مناسب الفاظ سے کیا جائے اس میں دین و دنیا کی فلاح و کامرانی ہے۔

غیبت کی جائز صورتیں:

غیبت نہایت ہی ناپاک فعل، کبیرہ گناہ اور رب کی ناراضگی کا سبب ہے، لیکن کچھ موقعے ایسے آتے ہیں کہ غیبت کرنا بہترین ہے بلکہ بسا اوقات ضروری ہو جاتا ہے، کیونکہ اس میں اللہ کی مخلوق کی مصلحت اور معاشرے کی اصلاح پوشیدہ ہوتی ہے، لہذا اسلام نے کچھ مخصوص موقعوں پر غیبت کی اجازت دی ہے، قرآن و حدیث میں گہری نظر کے بعد علماء نے درج ذیل موقعوں پر غیبت کو جائز قرار دیا ہے۔

- ظالم کے ظلم سے نجات دلانے کے لیا ایک ایسے زور آور آدمی کے سامنے برائی کرنا جو ظلم اور شر کو رفع کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔
- تغییر منکر کی نیت سے قدرت رکھنے والوں کے سامنے غیبت کرنا۔
- حکم شرعی جاننے کے لیے مفتی کے سامنے غیبت گوئی، لیکن نام کو مبہم رکھنا عمدہ طریقہ ہے۔
- مظلوم شخص کو کسی ظالم کے شر و فساد سے تحفظ دلوانے کی غرض سے راویوں پر جرح کرنا۔
- اعلانیہ گناہ کا اعتراف کرنے والوں کی غیبت کرنا، البتہ مخصوص گناہ کا تذکرہ مباح ہے جو وہ سر عام کرتے ہیں، پوشیدہ گناہوں کا تذکرہ روا نہیں۔
- خوبی یا خامی کی بنیاد پر کسی کے عیب کو بیان کرنا جیسے آنکھ سے معذور شخص، بھینگا یہ ان موقعوں پر جائز ہے کہ اس کے بغیر شناخت ممکن نا ہو۔
- کسی مسلمان کو دین و دنیا کی نقصان سے بچانے کے لیے کسی کی غیبت کرنا جیسے کسی شخص کا عقیدہ خراب ہو اور کوئی مسلمان اس سے تعلق رکھتا ہو تو اس کے سامنے اس سوءِ عقیدہ رکھنے والے شخص کی حالت واضح کرنا۔
- کسی کے ساتھ معاملہ کرنے (مثلاً نکاح، معاملات) یا سفر کے بارے میں مشورہ کرنے والے کے سامنے اسکی حقیقت واضح کرنا۔[20]

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلاَّ مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لاَ يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ[21]

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقینا ابو سفیان ایک بخیل آدمی ہیں، مجھے اتنا نہیں دیتے ہیں، جو مجھے اور میرے لڑکے کو کافی ہو، سوائے اس (مال) کے جو میں ان سے لیتی ہوں اور ان کو معلوم نہیں ہوتا۔ پھر آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ نے فرمایا: "جتنا تمھیں اور تمھارے لڑکے کو کافی ہو جائے، اچھے طریقے سے لو۔"

اس حدیث میں ہے کہ ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے اپنی داستان سنانی شروع کردی کہ اس کا خاوند ایک کنجوس آدمی ہے، وہ اتنا مال بھی نہیں دیتا، جو اس کے بچے اور اس کی ضرویات کے لیے کافی ہو۔ اس خاتون کا یہ واقعہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرنا بھی غیبت ہے مگر اس حوالے سے وہ خاتون مظلوم تھی اور اپنی پریشانی کے حل کے لیے اس نے یہ شکایت، اس امید کے ساتھ کی کہ آپ ﷺ اس کا کوئی حل نکالیں گے لہٰذا یہ صورت جائز ہے۔

غیبت کی ناجائز صورتیں

عنّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم رَجُلٌ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ ، أَوْ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلاَنَ لَهُ الْكَلاَمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ مَنْ تَرَكَهُ ، أَوْ وَدَعَهُ – النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ[22]

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہا ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی فرمایا اس کو اجازت دو اپنی قوم کا بڑا آدمی ہے جب وہ آپؐ کے پاس آکر بیٹھا آپ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے اور اس کے لیے تبسم کیا جب وہ آدمی چلا گیا عائشہ نے کہا اے اللہ کے رسول آپؐ نے اس شخص کو ایسا ایسا کہا پھر آپ خندہ روئی سے پیش آئے اور اس کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے مجھ کو فحش گو کب پایا ہے اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین وہ آدمی ہوگا جس کو لوگ اس کی فحش گوئی کی وجہ سے چھوڑ دیں گے"۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِقَالَ : أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟. قَالُوا : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.قَالَ:ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ. قِيلَ : أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ : إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ[23]

"حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا تو اپنے بھائی کا ذکر اس انداز سے کرے جو اسے ناپسند ہے صحابہ نے کہا اگر ہمارے بھائی میں ایسی بات ہو جو کہتے ہیں فرمایا اگر اس میں وہ خصلت ہے اور تم اس کی عدم موجودگی میں بیان کرتے ہو تو اس پر بہتان لگاتے ہو"۔

حدیث سے ثابت ہوا کہ غیبت کرنا اخلاقی پستی کی بہت بڑی دلیل ہے؛ کیوں کہ آپ ایک ایسے شخص کے عیوب بیان کر رہے ہیں، جو دفاع کے لیے وہاں موجود نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص غیبت سے بچ گیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان و انعام ہے، نہیں تو اس بیماری میں اچھے اچھے لوگ مبتلا ہیں۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ[24]

"حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھے ان چیزوں کی ضمانت دیتا ہے، جو اس دونوں جبڑوں کے مابین ہے اور جو اس کے دونوں پاؤں کے مابین ہے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں"۔

اس حدیث کی توضیح میں زبان کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر انسان اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کا قائل ہو جائے تو اس پر آپ ﷺ نے جنت کی ضمانت دے دی۔ زبان کی صحیح استعمال کی اہمیت ہمیں یہی سے ملتی ہے کہ اس میں میٹھے بول اور اخلاقی وقار کا ہونا ضروری ہے تاکہ لغویات، جھوٹ اور دیگر لسانی برائیوں سے بچا جاسکے۔

عَنْ عَبَّادِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعْدٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا "، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ الْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا ؟ قَالَ: " إِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِي فَيَتُوبُ فَيَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِ".وَفِي رِوَايَةِ حَمْزَةَ " فَيَتُوبُ فَيَغْفِرُ لَهُ، وَإِنَّ صَاحِبَ الْغِيبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهُ حَتَّى يَغْفِرَهَا لَهُ صَاحِبُهُ[25]

حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید خدری۔ رضی اللہ عنہما۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ۔ صل اللہ علیہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا: "غیبت زنا سے بدترین ہے۔" سوال ہوا، کیسے؟ آپ۔ صل اللہ علیہ وسلم۔ نے جواب دیا: "آدمی زنا کرتا ہے، پھر توبہ کرلیتا ہے؛ لہٰذا اللہ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ اور غیبت کرنے والے کو معاف نہیں کیا جاتا ہے؛ یہاں تک کہ وہ شخص اسے معاف کردے جس کی اس نے غیبت کی"۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– « لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلاَءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَؤُلاَءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ[26]

"انس بن مالک ــ رضی اللہ عنہ۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا: "جب مجھے معراج میں لے جایا گیا، میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے چہرے اور بدن کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل ! یہ کون ہیں؟ جبریل نے جواب دیا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) ہیں اور ان کی آبرو ریزی کرتے ہیں"

موجودہ معاشرہ اور غیبت میں خواتین کا کردار

اس حقیقت کو تسلیم کرنا بہت آسان ہو گیا ہے کہ غیبت میں مرد کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں کیونکہ وہ خود بھی اس گوہ میں لگ جاتی ہے پھر وہی باتیں دوسروں تک پہنچانے میں دیر نہیں کرتی گویا غیبت کے لیے منتظر رہتی ہیں۔ اسطرح آپس میں عداوت قائم ہو جاتی ہے کیونکہ اگر ایک عورت کہیں چلی جائے تو دوسری پوچھے گی کہ میرے بارے میں فلانی نے کیا کیا کہا جس پھر یہ پل باندھ لیتی

ہیں اس طرح اتفاق کا خاتمہ ہو کر فساد پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ غیبت کرنا، اس کا سننا، اس کا ساتھ دینے والا سبھی گناہ کے زمرہ میں آجاتے ہیں۔ موجودہ معاشرہ کے حوالے سے خواتین کا غیبت کرنے، سننے اور ایک نظام کی طرح آگے پہنچانے میں بڑا کردار ہے۔[27]

خلاصہ بحث:

آج ہمارا معاشرہ غیبت جیسے عظیم گناہ سے لبریز ہے شاید ہی خواتین کی کوئی ایسی مجلس یا محفل ہوگی جو کہ اس لعنت سے پاک ہوگی، جس میں کسی عورت نے کسی دوسری عورت کی غیبت خواہ پس پردہ یا منظر عام پر کی جارہی ہو، دن کے آغاز سے لیکر شام تک یہی کام ہوتا کہ فلاح نے کیا کیا، کیا کہا اس طرح ایک دوسرے کے بھید معلوم کرنے کے بعد آگے پہنچائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ معاشرہ بگاڑ کی جانب گامزن ہے۔ اور اس میں زیادہ تر کردار خواتین کا ہے اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود اسلامی اقدار کا حصہ بننے کے باوجود خواتین اسلامی تعلیمات سے دوری اختیار کئے ہوئے ہیں اور خود پر برائی کا اثر اور احساس ختم کر چکی ہیں۔ اگر یہ مومنات (خواتین) صحیح معنوں میں گناہ کو گناہ سمجھ کر انفرادی طور پر دور رہے تو اسی صورت میں معاشرہ حسن اخلاق سے بھر سکتا ہے اللہ سبحان وتعالیٰ تمام امت مسلمہ کو اس لعنت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

@ 2021 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

مصادر و مراجع

---

1 القرآن: الحجرات: 12۔

2 القرآن: الحجرات: 12۔

3 چیمہ، غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ، ناشر گل فراز احمد علم و عرفان پبلشرز، لاہور، جنوری 2006، ص 576،575۔

4 چیمہ، غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ، ص 579۔

5 نسیم اختر، تہمت معاشرہ اور مذہب، ناشر الواحد پرنٹنگ پریس، رتن تلاؤ، اردو بازار، کراچی، مئی 2016، ص 14۔

6 القرآن: ابراھیم: 34۔

7 ابوالاعلی مودودی، تفہیم القرآن، ترجمان القرآن لاہور، نامعلوم، ص 488۔

8 القرآن: النحل: 18۔

9 القرآن: الاسراء: 36۔

10 عمادالدین، ابوالفداء محمد بن اسماعیل، تفسیر ابن کثیر، مترجم امام العصر محمد جونا گڑھی، مکتبہ اسلامیہ لاہور، 2009، ج3، ص241۔

11 القرآن: الحجرات: 12۔

12 القرآن: ق: 18۔

13 ابوالاعلی مودودی، تفہیم القرآن، ص112۔

14 القرآن: المؤمنون: 3،2،1۔

15 القرآن: الحجرات: 12۔

16 القرآن: ایضا۔

17 عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبۃ المعارف، کراچی، 2005ء، ج8، ص121۔

18 القرآن: آل عمران: 104۔

19 القرآن: النساء: 115۔

20 دار الافتاء، جامعہ اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان، فتوی نمبر 144007200103۔

21 ایضاِ، ص85، رقم الحدیث 5364۔

22 ایضا، ص32، رقم الحدیث 6131۔

23 البیہقی، أبو بکر أحمد بن الحسین، السنن الکبری، مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ، حیدر آباد رقم الحدیث 21695۔

24 البخاری، محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح، : دار الشعب القاھرۃ، 1407–1987، ج9، ص 125، رقم الحدیث 6474-

25 البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین بن، شعب الإیمان، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، الریاض 2003م، رقم الحدیث 6315۔

26 السجستانی، أبو داود سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود، الناشر: دار الکتاب العربي۔ بیروت، ج4، ص420، رقم الحدیث 4880-

27 اصلاح ءالفساد، اشرف علی تھانوی، لاہور ادارہ اسلامیات، 1988، ص343۔